فصاحت و بلاغتِ نبوی ﷺ

ڈاکٹر محمد سہیل شفیق
اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اسلامی تاریخ، جامعہ کراچی

Abstract

Holy Prophet Muhammad (peace be upon him) is the finest example of a perfect man in every sense of the term. The Almighty distinguished him from all and sundry by instilling in his sublime personality such fine qualities as modesty, truthfulness, kindness, patience, loyalty, honesty, courage, bravery, generosity, magnanimity, wisdom and the like. Holy Quran says: "Whatever the Prophet prescribes get that in action. From whatever he prohibits you desist from the same." [Al-Hashr:7]

One of the most important qualities of Holy Prophet (peace be upon him) that, He was most eloquent. Prophet (peace be upon him) Himself declared: "Afsahul Arab". After the Book of Allah in the history of Arabic eloquence and a speaker that was not be compatible with your eloquence. The Holy Prophet's eloquence is the eloquence of high and unique place.

In the present article, writer had discussed some characteristics of the sayings of the Prophet (peace be upon him) and throw light on some of the sayings of the Holy

Prophet (peace be upon him).

فصاحت و بلاغت حسن کلام کا بنیادی وصف ہے۔ ایسا کلام جو اپنے مقصود و مدعا کے لحاظ سے بالکل عیاں اور مقتضائے حال کے مطابق ہو، نہ کہیں سے کوئی جھول ہو اور نہ کوئی گوشہ مخفی و مستور ہو کہ یہ کہا جائے کہ المعنی فی بطن الشاعر۔ تلا تلا اور حشو و زوائد سے پاک ہو، فصیح و بلیغ کہلاتا ہے۔ زبان و ادب کے ماہرین کے نزدیک جن الفاظ، جن اشعار اور جن انشا پردازانہ فقروں کے سمجھنے میں سننے والے کی کم سے کم دماغی قوت اور اسکا کم سے کم وقت صرف ہوتا ہے وہ زیادہ فصیح و بلیغ ہوتے ہیں۔ **(۱)**

سرورِ دو عالم ﷺ جس عہد اور جس قوم میں مبعوث ہوئے، اس کا امتیاز ہی نظم و نثر میں فصاحت و بلاغت تھی۔ اس لیے یہ ضروری تھا کہ نبی کریم ﷺ کو فصاحت و بلاغت کے تمام خصائص و لوازمات اور مظاہر پوری جامعیت و کمال کے ساتھ عطا کیے جاتے۔ یہی وجہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کو جو غیر فانی معجزہ عطا ہوا یعنی قرآن مجید وہ بھی فصاحت و بلاغت کا لافانی شاہکار ہے۔ جس سے زیادہ فصیح و بلیغ کلام کا تصور نہیں کیا جاسکتا۔ خود آپ ﷺ کا تعلق قریش کے قبیلے بنو عبد مناف سے تھا جو اپنی زبان دانی اور فصاحت و بلاغت میں ممتاز تھا۔ علاوہ ازیں آپ ﷺ کی پرورش بنو سعد میں ہوئی تھی جو اپنی فصاحت و بلاغت کے لیے معروف تھا۔ آپ ہی کے لیے ارشاد باری تعالیٰ ہوا:

وما ینطق عن الھویٰ ۔ ان ھو الا وحی یوحیٰ ۔ (۲)

یعنی آپ ﷺ کی کوئی بات اپنی مرضی سے نہیں ہوتی، بلکہ تابع الہام ہوتی ہے۔

اور اسی لیے فرمایا گیا:

ما آتکم الرسول فخذوہ وما نھکم عنہ فانتھو ۔ (۳)

رسول جو کچھ تمھیں دیں وہ لے لو اور جس سے روکیں اس سے رک جاؤ۔

آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے جوامع الکلم کا معجزہ عطا کیا، ارشاد نبوی ہے:

بعثت بجوامع الکلم ۔ (۴)

میں جامع باتیں دے کر بھیجا گیا ہوں۔

قاضی عیاض مالکی لکھتے ہیں:

زبان کی فصاحت اور کلام کی بلاغت میں آپ ﷺ کا درجہ بہت بلند تھا، اس کے ساتھ ہی آپ ﷺ میں سلاست و جودتِ طبع، انوکھا انداز اور ایجاز بھی تھا، الفاظ کی فصاحت اور معانی کی صحت میں بھی آپ ﷺ حد کمال پر فائز تھے۔ آپ ﷺ کی گفتگو میں تکلف اور لفظوں میں تنافر نہیں ہوتا تھا۔ آپ ﷺ کو جوامع الکلم اور بدائع حکم عطا کیے گئے، آپ ﷺ عرب کی مختلف زبانوں سے واقف تھے۔ اور ہر قوم و قبیلے سے اس کی زبان میں گفتگو فرماتے اور سب سے ممتاز اور فائق رہتے۔ **(۵)**

مصری ادیب و عالم مصطفیٰ صادق الرافعی، رسول اللہ ﷺ کی بلاغت کے پانچ امتیازی خصائص بیان کرتے ہیں: 'ایک تو

یہ کہ کتاب اللہ کے بعد عربی فصاحت و بلاغت کی تاریخ میں کوئی ایسا خطیب نہیں ہوا جو آپ ﷺ کی فصاحت و بلاغت کا ہم پلہ ہو سکے یعنی قرآنی بلاغت کے بعد بلاغت نبوی کا ایک اعلیٰ و منفرد مقام ہے۔ دوسری خصوصیت یہ ہے کہ کلام نبوت میں ایسی تراکیب ہیں جو قلت الفاظ کے ساتھ ساتھ کثرت معنی کا رنگ لیے ہوئے ہیں۔ گویا کوزے میں دریا بند ہے۔ چند الفاظ ہیں جن میں خطابت کے وسیع سمندر ٹھاٹھیں مارتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ تیسری خصوصیت کو بلاغت کی اصطلاح میں خلوص سے تعبیر کیا جاتا ہے یعنی کسی قسم کا ابہام، غموض یا مغالطہ باقی نہیں رہتا۔ الفاظ و معنی میں ایسی پختگی اور وضاحت ہے کہ سامع کو کوئی مشکل پیش نہیں آتی۔ چوتھی خصوصیت ہے قصد و اعتدال یعنی الفاظ و معنی میں ایجاز و اختصار اور ایسا توازن پایا جاتا ہے جسے اقتصاد لفظی سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اور کلام نبوت کی پانچویں امتیازی خصوصیت ہے استیفا یعنی سامع کے دل میں کوئی تشنگی یا طلب مزید کی خواہش باقی نہیں رہتی۔ الفاظ و معنی اس کی تسلی کر دیتے ہیں۔ (۶)

وہ جس کے "نطق" سے کھلتا ہے غنچۂ ادراک
وہ جس کا نام نسیم گرہ کشا کی طرح

آپ ﷺ کے حسن تکلم کی تاثیرات سے سامعین کے دلوں کی دنیا میں انقلاب عظیم پیدا ہو جاتا تھا۔ آپ ﷺ کے فصیح و بلیغ ارشادات عالیہ نے فصحاء عرب کو حیران کر دیا۔ آپ ﷺ ایسی دلآویز گفتگو فرماتے تھے کہ سننے والے کے دل و روح اسیر ہو جاتے تھے۔ سلسلۂ سخن ایسا مرتب ہوتا تھا جس میں الفاظ و معنا کوئی خلل نہ ہوتا۔ الفاظ ایسی ترتیب سے ادا فرمایا کرتے کہ اگر سننے والا چاہے تو انہیں شمار کر سکتا تھا۔ (۷)

آپ ﷺ کے خطبوں کے اثرات کا یہ عالم ہوتا تھا کہ بعض مرتبہ سخت سے سخت اشتعال انگیز موقعوں پر آپ کے چند جملے محبت کا دریا بہا دیتے تھے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے، ایک دن آپ نے ایسا اثر انگیز اور ولولہ خیز خطبہ پڑھا کہ میں نے کبھی ایسا خطبہ نہیں سنا تھا۔ درمیان خطبہ میں آپ نے یہ ارشاد فرمایا کہ اے لوگو جو میں جانتا ہوں اگر تم جان لیتے تو ہنستے کم اور روتے زیادہ۔ زبان مبارک سے اس جملہ کا نکلنا تھا کہ سامعین کا یہ حال ہو گیا کہ لوگ کپڑوں میں منہ چھپا چھپا کر زار و قطار رونے لگے۔ (۸)

مصری شاعر احمد شوقی خطابت نبوی کے اثر انگیز اسلوب کا نقشہ پیش کرتے ہوئے کہتا ہے:

واذا خطبت فللمنابر هزة
تعرو الندي وللقلوب بكاء

جب آپ ﷺ خطبہ ارشاد فرماتے تو منبر بھی جھوم اٹھتے تھے، محفل پر لرزہ طاری ہو جاتا اور دل رونے لگتا۔ (۹)

عباس محمود العقاد لکھتے ہیں:

"ابلاغ و تبلیغ آپ کے مشن و منصب کا دوسرا نام تھا۔ اس لیے فصیح و بلیغ ہونا بھی آپ ﷺ کے منصب کا

حصہ ٹھہرا۔ اور اسی لیے بلاغت آپ ﷺ کے کلام کی نمایاں خصوصیت تھی۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ خطبہ حجۃ الوداع میں آپ ﷺ بار بار دہراتے چلے گئے الا ھل بلغت کیا میں نے پیغام حق واضح طور پر پہنچا دیا ہے۔"(١٠)

اس مختصر مضمون میں کلام نبوی ﷺ کی چند کرنیں اہل ذوق کے لیے پیش خدمت ہیں:

دنیا سرائے فانی ہے لیکن ہر شخص دنیا کے حصول کے لیے دیوانہ ہے، حرص و ہوس نے دنیا ہی کو مقصود و مطلوب قرار دے دیا ہے۔ انسان اس دھوکے میں ہے کہ اسے یہیں رہنا ہے جبکہ نہ یہاں کوئی ہمیشہ رہا ہے نہ رہے گا۔ اس کی حیثیت تو محض ایک مسافر کی سی ہے۔ اسی حقیقت کو آپ ﷺ نے کس جامع موثر اور بلیغ انداز میں یوں بیان کیا ہے:

كن في الدنيا كانك غريب او عابر سبيل. (١١)

دنیا میں مسافر بلکہ راہ گیر کی مانند رہو۔

اس ایک جملے میں دنیا کی حقیقت وحیثیت کو جس طرح واشگاف انداز میں بیان کیا گیا ہے وہ بالکل واضح ہے۔

فصاحت کی ایک ضروری شرط یہ بھی ہے کہ مانوس الفاظ کا استعمال کیا جائے، اس لیے کہ الفاظ جس قدر مانوس اور کثیر الاستعمال ہوں گے، اسی قدر وہ موثر ہوں گے اور ان کے معانی کو سمجھنا آسان ہوگا۔(١٢) اس حوالے سے دیکھا جائے تو اہل عرب میں قسم کے الفاظ کا استعمال بہت عام ہے، اس کا مقصد اپنی بات کو موکد کرنا اور اس میں جاذبیت اور زور و اثر پیدا کرنا ہوتا ہے۔

مشہور واقعہ ہے قبیلہ مخزوم کی ایک عورت نے چوری کی جس کا تعلق ایک معزز اور برتر خاندان سے تھا۔ لوگوں نے حضرت اسامہ بن زید کو جو آپ ﷺ کو بہت محبوب تھے سفارش کیلئے بھیجا۔ لیکن آپ ﷺ نے ان کی سفارش کو مسترد کرتے ہوئے اس موقع پر یہ ارشاد فرمایا:

والذي نفسي بيده لو فاطمة فعلت ذلك لقطعت يدها. (١٣)

اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر (میری بیٹی) فاطمہ بھی اس حرکت کی مرتکب ہوگی تو میں اس کا ہاتھ بھی کاٹ لوں گا۔

یہاں قسم کی تعبیر اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ذکر نے کلام میں بلاغت کی روح پھونک دی ہے اور وہ اتنا موثر، زوردار اور دل کو چھونے والا ہو گیا ہے کہ کئی صفحے بھی لکھے جائیں تو نہ یہ زور پیدا ہوگا اور نہ کلام میں بلاغت کی روح اور حسن بیان کی یہ کیفیت پیدا ہوگی۔(١٤)

کبھی کبھی آپ ﷺ نے قسم کے اسلوب میں مزید زور اور تاکید پیدا کرنے کے لیے اسے مکرر استعمال کیا:

والله لا يومن والله لا يومن والله لا يومن قيل ومن يارسول الله قال الذي لا يامن جاره بوائقه. (١٥)

خدا کی قسم او مومن نہیں ہو سکتا خدا کی قسم او مومن نہیں ہو سکتا خدا کی قسم او مومن نہیں ہو سکتا، دریافت کیا گیا کون یا رسول اللہ؟ فرمایا جس کا پڑوسی اس کی اذیتوں سے محفوظ نہ ہو۔

اس سے بڑھ کر پڑوسی کے حقوق کا بلیغ، جامع اور موثر انداز کیا ہو سکتا ہے! رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشادِ گرامی پڑوسی کی جان، مال، عزت وآبرو کا ضامن ہے اور پڑوسی کے لیے ایک زبردست تنبیہ کہ پڑوسی کو اذیت دینا گویا ایمان کو داؤ پہ لگانا ہے۔

لایومن احدکم حتیٰ یحب لاخیہ اوقال لجارہ ما یحب لنفسہ. (۱۶)

تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہوگا جب تک کہ اپنے بھائی یا پڑوسی کے لیے ایسی چیز پسند نہ کرے جس کو خود اپنے لیے پسند کرتا ہو۔

اپنی پسندیدہ چیز کو اپنے بھائی کے لیے پسند کرنا خصالِ ایمان سے ہے بلکہ ایمان کے واجبات سے ہے کیونکہ ایمان کی نفی اسی وقت کی جاتی ہے، جب اس کے بعض واجبات کو ترک کر دیا جائے۔ کوئی شخص اپنے بھائی کے لیے اپنی پسندیدہ چیزوں کو اسی وقت پسند کرے گا، جب وہ حسد، کینہ، بغض اور دھوکا دہی سے پاک ہو۔ ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان پر کیا حق ہے، اس کی جیسی ترجمانی سرورِ دوعالم ﷺ نے اپنے اس ارشادِ گرامی میں فرمائی ہے، آپ ﷺ کی فصاحت وبلاغت کا ایک شاہکار ہے۔ دفتر کے دفتر اس کے مفہوم کو ادا کرنے کے لیے ناکافی ہیں جو ایک جملے میں آپ نے ارشاد فرما دیا۔

اصلاحِ معاشرہ، باہمی تعلقات اور ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر حقوق اور عزت واحترام کے حوالے سے کلامِ نبوت کی جامعیت اور فصاحت وبلاغت کا اندازہ صحاح ستہ (علاوہ نسائی) کی درج ذیل حدیث مبارکہ سے بھی کیا جا سکتا ہے:

ایاکم والظن فان الظن اکذب الحدیث ولاتحسسوا ولاتجسسوا ولاتناجشوا ولا تحاسدوا ولا تباغضوا ولاتدابروا وکونوا عباداللّٰہ اخوانا کما امرکم اللہ تعالیٰ. المسلم اخوا المسلم لایظلمہ ولایخذلہ ولایحقرہ بحسب امرء من الشر ان یحقر اخاہ المسلم کل المسلم علی المسلم حرام مالہ ودمہ وعرضہ ان اللہ لا ینظر الی صورکم واجسادکم ولکن ینظر الی قلوبکم واعمالکم. التقویٰ ھھنا ویشیر الی صدرہ. الا لا یبیع بعضکم علیٰ بعض وکونوا عباداللہ اخوانا ولا یحل لمسلم ان یھجر اخاہ فوق ثلاث.

"خبردار بدگمانی کو عادت نہ بنانا، بدگمانی تو بالکل جھوٹی بات ہے۔ لوگوں کی عیب جوئی نہ کرنا اور نہ ایسی باتوں کو اپنے کان تک پہنچنے دینا، بڑھنے کے لیے مت جھگڑنا، باہمی حسد نہ کرنا، باہمی بغض نہ رکھنا، کسی کی پس پشت برائی نہ کرنا، اے اللہ کے بندوں! آپس میں بھائی بھائی ہو کر رہنا جیسا کہ تم کو اللہ کا حکم ہے۔ مسلم، مسلم کا بھائی ہے، بھائی پر نہ کوئی ظلم کرے، نہ اسے رسوا کرے نہ حقیر جانے۔ انسان کے لیے یہی برائی بہت زیادہ ہے کہ اپنے مسلم بھائی کو وہ حقیر سمجھا کرے۔ مسلم کا مال، خون، عزت دوسرے مسلم پر

بالکل حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ تمھاری صورتوں اور جسموں کو نہیں دیکھتا وہ تو تمھارے دلوں اور نیتوں کو دیکھتا ہے۔ دل کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: تقویٰ یہاں ہے، تقویٰ یہاں ہے۔ خبردار ایک کی خرید پر دوسرا شخص خریدار نہ بنے۔ اللہ کے بندوں! بھائی بھائی بنو۔ مسلم پر حلال نہیں کہ اپنے بھائی کو تین دن سے زیادہ چھوڑ دے۔ (۱۷)

قاضی عیاض نے کتاب الشفا میں حدیث ذیل بروایت امیر المومنین حضرت علی مرتضیٰؓ بیان کی ہے۔ اس سے نبی کریم ﷺ کے محاسن اخلاق و مکارم عادات اور کلام نبوت کی جامعیت و فصاحت و بلاغت کا بھی اندازہ ہوتا ہے۔

عن علی قال سالت رسول اللہ ﷺ عن سنتہ فقال المعرفۃ راس مالی و العقل اصل دینی و الحب اساسی و الشوق مرکبی و ذکر اللہ انیسی و الثقۃ کنزی و الحزن رفیقی و العلم سلاحی و الصبر ردائی و الرضا غنیمتی و العجز فخری و الزھد حرفتی و الیقین قوتی و الصدق شفیعی و الطاعۃ حسبی و الجھاد خلقی و قرۃ عینی فی الصلوۃ.

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ حضور ﷺ کا طریقہ (سنت) کیا ہے فرمایا: معرفت میرا راس المال ہے، عقل میرے دین کی اصل ہے، محبت میری بنیاد ہے، شوق میری سواری ہے، ذکر الٰہی میرا انیس ہے، اعتماد میرا خزانہ ہے، حزن میرا رفیق ہے، علم میرا ہتھیار ہے، صبر میرا لباس ہے، رضا میری غنیمت ہے، عجز میرا فخر ہے، زہد میرا حرفہ ہے، یقین میری خوراک ہے، صدق میرا ساتھی ہے، اطاعت میرا بچاؤ ہے، جہاد میرا خلق ہے اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔ (۱۸)

مندرجہ بالا حدیث مبارکہ کا ایک ایک جملہ فصاحت و بلاغت کا شاہکار، پر معنی، اور گنجینۂ ہدایت ہے۔

فرمان نبوی ﷺ ہے:

کلکم راع و کلکم مسئول عن رعیتہ. (۱۹)

تم میں سے ہر شخص نگراں ہے اور ہر شخص سے اس کی رعیت کے متعلق سوال کیا جائے گا۔

اس ایک مختصر، عام فہم اور سادہ جملے میں آپ ﷺ نے ہر شخص کی ذمہ داری کا تعین کر دیا۔ حاکم و محکوم، استاد و شاگرد، والدین و اولاد، بھائی بہن، پڑوسی، رشتے دار، دوست احباب۔ غرض یہ کہ ہر شخص کو اس کے فرائض اور ادائیگی حقوق کی جانب متوجہ کر دیا۔ ذمہ داریوں کے تعین کے باب میں کیا اس سے بڑھ کر بھی فصیح و بلیغ اسلوب ہو سکتا ہے!

انصر اخاک ظالما او مظلوما (۲۰)

اپنے بھائی کی مدد کرو خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم۔

صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! مظلوم کی مدد تو ہم کریں گے لیکن ظالم کی مدد کس طرح کریں فرمایا کہ اسے ظلم سے

روک دو۔ مظلوم کی مدد اور ظالم کو اس کے ظلم سے روکنے اور اصلاحِ معاشرہ کا کیا فصیح و بلیغ انداز ہے کہ ظالم و مظلوم دونوں ہی کی مدد کا حکم دیا گیا ہے مظلوم کو ظالم کے ظلم سے نجات دلانے کی صورت میں اور ظالم کو ظلم سے روکنے کی صورت میں۔ ظالم کو ظلم سے روکنا ہی اس کے حق میں بھلائی اور اس کی مدد ہے، اسی میں اسی کی اخروی نجات ہے۔

انما الاعمال بالنیات و انما لکل امرئ مانوی (۲۱)

اعمال نیتوں پر موقوف ہیں اور ہر آدمی کو وہی ملے گا جس کی اس نے نیت کی۔

اخلاصِ نیت و اخلاصِ عمل کے باب میں یہ حدیث مبارک بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ امام بخاریؒ نے اسے صحیح بخاری میں سب سے پہلے نقل کیا ہے۔ انسان کے ہر عمل کا دارومدار، اس کا وزن و اعتبار، در حقیقت اس کی نیت پر موقوف ہوتا ہے۔ یعنی اگر اس عمل سے اس کا قصد اللہ تعالیٰ کی رضا ہے تو اس کی سب سے زیادہ فضیلت ہے اور اگر اس عمل سے اس کا مقصود جنت کا حصول ہے تو اس میں بھی فضیلت ہے اور اگر اس عمل سے مقصود دنیا کا حصول ہے تو اگر دنیا کی وہ چیز مباح ہے تو وہ کام مباح ہے اور اگر وہ چیز ناجائز ہے تو وہ کام ناجائز ہے۔ (۲۲)

اسی طرح اس ارشادِ مبارک پر غور کیجیے:

الید العلیا خیر من السفلیٰ (۲۳)

اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔

یہ ارشادِ مبارک ہماری زکوٰۃ، صدقات، انفاق فی سبیل اللہ، تجارت، معیشت، معاشرت ہر شعبہ ہائے زندگی میں رہنمائی کرتا ہے۔ گداگری اور سوال کرنے سے روکتا ہے۔ معیشت کے استحکام، مملکت کی ترقی کے لیے بھی بنیادی اصول کی حیثیت رکھتا ہے۔ عزت و وقار عطا کرتا ہے۔ اقوامِ عالم میں اگر سر اٹھا کر جینا ہے، اپنی آزادی اور خود مختاری کو قائم رکھنا ہے تو اس ارشادِ نبوی کو حرزِ جاں بنانا ہوگا۔

فان من جودک الدنیا و ضرتها و من علومک علم اللوح و القلم۔

کیونکہ دنیا اور آخرت آپ کی بخششوں میں سے ہے اور لوح و قلم آپ کے علوم میں سے ہے۔

و ائذن لسحب صلوٰۃ منک دائمة علی النبی بمنهل و منسجم۔

اور درود و سلام کے ابروں کو اجازت دے کہ ہمیشہ کمالِ کثرت سے برسیں نبی ﷺ پر صلو علیہ و آلہ۔

حوالہ جات

۱۔ عبدالسلام ندوی، "تاریخ البلاغت"، مشمولہ: ماہنامہ معارف اعظم گڑھ، جون ۱۹۵۱ء، ص ۴۳۶

۲۔ سورۃ النجم، آیت: ۳۔۴

۳۔ سورۃ الحشر، آیت: ۷
۴۔ صحیح بخاری، کتاب الاعتصام، حدیث رقم: ۶۱۲۰
۵۔ قاضی عیاض، الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ ﷺ، مترجم: مفتی سید غلام معین الدین نعیمی، ۲۰۰۲ء، لاہور: مکتبہ اعلیٰ حضرت، ج ۱، ص ۸۱
۶۔ ڈاکٹر ظہور احمد اظہر، فصاحت نبوی، ص ۳۹۱، مشمولہ: نقوش رسول نمبر (۸)، جنوری ۱۹۸۲ء، لاہور: ادارہ فروغ اردو
۷۔ قاضی سلیمان منصور پوری، رحمۃ للعالمین، جون ۲۰۰۶ء، لاہور: مکتبہ اسلامیہ، لاہور، ج ۳، ص ۴۲۸، بحوالہ: زاد المعاد، ج ۱، ص ۴۷
۸۔ بخاری جلد ۲ تفسیر سورہ مائدہ، حدیث رقم: ۱۶۲۹
۹۔ ڈاکٹر ظہور احمد اظہر، فصاحت نبوی، ص ۳۵۹
۱۰۔ ڈاکٹر ظہور احمد اظہر، فصاحت نبوی، ص ۳۶۲، بحوالہ عبقریۃ محمد، ص ۱۰۹
۱۱۔ صحیح بخاری، جلد ۲، کتاب الرقاق، حدیث رقم: ۱۳۳۰
۱۲۔ عبد السلام ندوی، "تاریخ البلاغت"، ص ۴۳
۱۳۔ صحیح بخاری، کتاب الحدود، جلد ۲، حدیث رقم: ۱۶۹۳
۱۴۔ ضیاء الدین اصلاحی: "رسول اکرم ﷺ کی فصاحت و بلاغت" مشمولہ: ماہنامہ معارف اعظم گڑھ، جولائی ۹۴ء، ص ۶
۱۵۔ صحیح بخاری، کتاب الادب، باب الوصایۃ بالجار، حدیث رقم ۹۵۶
۱۶۔ صحیح مسلم، کتاب الایمان، حدیث رقم: ۷۸
۱۷۔ قاضی سلیمان منصور پوری، رحمۃ للعالمین، ج ۳، ص ۱۱۵
۱۸۔ ایضاً، ص ۱۸۲
۱۹۔ صحیح بخاری، کتاب الصلوٰۃ، باب الجمعۃ، حدیث رقم: ۸۶۸
۲۰۔ صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ والادب، حدیث رقم: ۶۵۸۰
۲۱۔ صحیح بخاری، کتاب الوحی، حدیث رقم: ۱
۲۲۔ علامہ غلام رسول سعیدی، نعمۃ الباری فی شرح صحیح بخاری، ۲۰۰۷ء، لاہور: فرید بک سٹال، جلد ۱، ص ۱۱۹
۲۳۔ صحیح بخاری، کتاب الزکوٰۃ، حدیث رقم: ۱۳۸۹